



(1890 – 1956)

قاضی عبدالغفار

قاضی عبدالغفار مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی اسکولوں میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے علی گڑھ گئے جہاں ان کا ادبی اور سیاسی شعور پروان چڑھا۔

صحافت میں ان کی گہری دل چسپی تھی۔ ابتدا میں وہ مولانا محمد علی جوہر کے مددگار کی حیثیت سے ان کے اخبار 'ہمدرد' (دہلی) سے وابستہ ہوئے۔ کچھ عرصے بعد کولکاتا چلے گئے۔ وہاں سے روزنامہ 'جمہور' پھر حیدرآباد سے 'پیغام' نکالا۔

'لیلیٰ کے خطوط' اور 'مجنوں کی ڈائری' ان کی اہم کتابیں ہیں۔ 'آثار جمال الدین'، 'حیاتِ اجمل' اور 'یادگار ابوالکلام آزاد' ان کی لکھی ہوئی مشہور سوانحِ عمریاں ہیں۔ انھوں نے ایک عرصے تک انجمن ترقی اردو (ہند) کے سکریٹری کی خدمت انجام دی اور انجمن کے ترجمان 'ہماری زبان' کے مدیر بھی رہے۔

حکیم اجمل خاں



5024CH08



حکیم اجمل خاں 1863 میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ دہلی شہر کے نہایت ہی مشہور حکیم تھے۔ ان کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی۔ حکیم اجمل خاں بڑے باکمال انسان تھے۔ ان کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ بہت کم عمری میں انھوں نے قرآن حفظ کر لیا۔ عربی اور فارسی کی تعلیم گھر پر ہی مکمل کر لی۔ بچپن ہی سے کتب بینی کا شوق تھا۔ گھنٹوں کتابیں پڑھتے رہتے، کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہتا۔ ان کے اس شوق کو دیکھ کر ان کے والد پیار سے انھیں مٹا پکارتے تھے۔ انھیں ورزش کا بھی شوق تھا۔ گھر ہی اکھاڑا تھا جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ورزش کیا کرتے تھے۔

حکیم اجمل خاں خاندانی حکیم تھے۔ ان کے والد حکیم محمود خاں نے طب یونانی کو زندہ رکھنے کے لیے دہلی میں ایک طبیہ مدرسہ جاری کیا تھا جس میں یونانی طریقہ علاج کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اُن کے انتقال کے بعد مدرسے کی ذمہ داری حکیم اجمل خاں پر آگئی۔ انھوں نے اس کی ترقی کے لیے بڑی محنت اور جدوجہد کی اور اسے مدرسے سے کالج بنادیا۔ اس میں انھوں نے عورتوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ شعبہ بھی قائم کیا۔ حکیم صاحب نے کالج کے لیے اپنا ذاتی دواخانہ اور تمام املاک وقف کر دی اور اپنے خاندان والوں کے لیے کچھ نہ چھوڑا۔ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں دواخانے اور جائیداد سے دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی ہوتی تھی۔ یہ پوری رقم طبیہ کالج پر صرف ہوتی تھی۔ یہ اُن کے ایثار کی ادنیٰ مثال ہے۔

حکیم صاحب کو تعلیم سے بے حد لگاؤ تھا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں میں تعلیم کو فروغ دینے کے لیے انھوں نے سرسید کا پورا ساتھ دیا۔ حکیم صاحب کو اپنے وطن سے بے حد محبت تھی۔ وہ ملک کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ انھوں نے انگریزی حکومت کے ظلم و جبر اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی اور قومی تحریکوں میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انھوں نے عدم تعاون کی تحریک میں گاندھی جی کا ساتھ دیا۔ ان کی قومی خدمات کے سبب انھیں کانگریس کا صدر بنایا گیا جو ہندوستانوں کے لیے اس زمانے میں سب سے بڑا اعزاز تھا۔ عدم تعاون کی تحریک کے نتیجے میں مولانا محمد علی جوہر، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور حکیم اجمل خاں کی کوششوں سے علی گڑھ میں ایک قومی درس گاہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نام سے قائم ہوئی۔ بعد میں یہ درس گاہ دہلی منتقل ہو گئی۔ حکیم صاحب اس درس گاہ کے پہلے امیر جامعہ منتخب ہوئے اور آخر دم تک اس عہدے پر فائز رہے۔



حکیم صاحب کو ہندو مسلم اتحاد بڑا عزیز تھا۔ جہاں کہیں ان دونوں فرقوں کے درمیان لڑائی جھگڑا ہوتا حکیم صاحب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر وہاں پہنچ جاتے اور جب تک دونوں میں صلح صفائی نہ ہو جاتی وہاں سے واپس نہ آتے۔ وہ بڑے حوصلہ مند اور باہمت انسان تھے۔ سامنے کھڑی ہوئی موت کے مقابلے میں بھی اپنے چہرے پر شکن نہ آنے دیتے۔

ایک بار شمالی ہند میں زبردست زلزلہ آیا۔ صبح کے وقت حکیم صاحب اپنے مطب میں مصروف تھے۔ جب زلزلے کے پے در پے جھٹکے محسوس ہوئے تو مریض اور حاضرین سراسیمہ اٹھ کر بھاگے لیکن آدھے منٹ کے بعد جب لوگوں کو ہوش آیا تو انہوں نے دیکھا کہ حکیم صاحب بدستور اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔ ان کے اس ضبط و تحمل نے بھاگنے والوں کو شرمادیا اور مطب کا کام ایک منٹ میں اس طرح جاری ہو گیا گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

غیرت اور خودداری کا یہ حال تھا کہ انتہائی انکسار کے باوجود جب عزت نفس کا سوال آتا تو موم جیسی نرمی، فولاد کی طرح سخت ہو جاتی۔ ایک دفعہ رام پور سے تشریف لارہے تھے اور مراد آباد اسٹیشن پر ٹرین میں اول درجے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بستر بچھایا جا چکا تھا۔ ابھی لیٹے نہ تھے کہ اس اول درجے کے ڈبے میں ایک فرنگی تشریف لائے۔ وہ ایک ہندوستانی کو فرسٹ کلاس میں بیٹھے ہوئے دیکھ کر چپیں بہ چیں ہوئے۔ جس برتھ پر حکیم صاحب کا بستر لگا ہوا تھا اس پر وہ خود قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے آتے ہی حکم دیا ”اُدھر جائیے گا۔“ وہ بار بار کہتے رہے لیکن حکیم صاحب خاموش رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے کیوں کہ اُن کے پاس فرسٹ کلاس کا ٹکٹ تھا۔ اتنے میں انگریز کا ملازم سامان لے کر داخل ہوا اور جب دیکھا کہ صاحب بگڑ رہے ہیں تو آہستہ سے اُن کو بتایا کہ یہ دہلی کے مشہور و معروف حکیم صاحب ہیں جن کا چرچا سارے ہندوستان میں ہے۔ یہ سن کر صاحب نے فوراً اپنا رویہ بدل دیا اور کہنے لگے ”حکیم صاحب! معاف فرمائیے۔“



میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ میں بیمار ہوں اور داہنی کروٹ سو نہیں سکتا۔ اس لیے آپ کے برتھ پرسونا چاہتا تھا۔“



حکیم صاحب نے فرمایا ”آپ نے گفتگو کا یہ طریقہ پہلے ہی کیوں نہ اختیار کیا۔ یہ معلوم کر کے کہ میں اجمل خاں ہوں آپ میرے ساتھ اخلاق برت رہے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر کہ میں ہندوستانی ہوں، آپ نے اخلاق کے ساتھ گفتگو کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اب میں یہ جگہ آپ کو ہرگز نہ دوں گا۔“

حکیم صاحب کی زندگی رئیسانہ تھی۔ اُن کی ٹلر کا ہندوستان میں کوئی حکیم نہ تھا۔ نوابوں اور راجاؤں سے ماہوار

ہزاروں کی رقمیں بندھی ہوئی تھیں۔ دہلی سے باہر جانے کی روزانہ ایک ہزار روپے فیس مقرر تھی۔ لیکن اللہ نے انہیں ایک درد مند دل دیا تھا۔ وہ فقیرانہ طبیعت رکھتے تھے۔ دولت کی محبت ان کے دل میں جگہ نہ پاسکی۔ اُن کی نظر میں امیر غریب سب برابر تھے۔ وہ جو کچھ کماتے تھے اپنے عزیزوں اور غریبوں کی مدد اور قومی کاموں میں اُٹھا دیتے تھے۔ غریبوں سے کوئی فیس نہ لیتے تھے بلکہ انہیں دوائیں بھی مفت دیتے تھے۔ انہیں طبی اور قومی خدمات کی وجہ سے ”مسیح الملک“ کے نام سے شہرت نصیب ہوئی۔

حکیم صاحب غریبوں اور ضرورت مندوں کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔ کتنی ہی بیواؤں اور یتیموں کے ماہانہ وظائف مقرر تھے۔ دینے کا انداز ایسا ہوتا تھا کہ ایک ہاتھ سے دیتے تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہوتی اور لینے والا بھی شرمندہ نہ ہوتا۔ قومی مدرسوں اور طرح طرح کے چھوٹے بڑے قومی کاموں کو بھی ان کی ذات سے مدد ملتی تھی۔ آخری زمانے میں وہ اپنا زیادہ وقت جامعہ ملیہ اسلامیہ کے کاموں میں لگاتے تھے۔ جامعہ کے اخراجات کا ایک بڑا حصہ اکثر اپنی جیب سے ادا کرتے تھے اور دیکھنے والوں کو کبھی اس کی خبر نہ ہوتی تھی کہ جامعہ بغیر چندے اور عطیات کے کیوں کر چلائی جا رہی

سب رنگ

ہے۔ حکیم صاحب چونسٹھ برس کی عمر میں 19 دسمبر 1927 کو جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ آج حکیم اجمل خاں ہم میں نہیں ہیں لیکن اُن کے کارنامے رہتی دنیا تک ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔

(قاضی عبدالغفار)

مشق

• معنی یاد کیجیے

کمال والا	:	باکمال
سوچھ بوجھ	:	ذہانت
حال	:	عالم
زبانی یاد کرنا	:	حفظ کرنا
کتابیں پڑھنا	:	کتب بینی
علاج کا یونانی طریقہ	:	طب یونانی
محکمہ، حصہ	:	شعبہ
ملک کی جمع، جائداد	:	املاک
لوگوں کی بھلائی کے لیے اپنی جائداد دے دینا	:	وقف کرنا
قربانی	:	ایثار
معمولی	:	ادنیٰ
ترقی، بڑھاوا	:	فروغ

زورِ بردستی	:	جبر
ساتھ نہ دینا	:	عدم تعاون
رُتبہ، عزّت	:	اعزاز
تعلیم کی جگہ، تعلیمی ادارہ	:	درس گاہ
ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا	:	منتقل ہونا
چانسلر	:	امیر جامعہ
مل جل کر رہنا	:	اتحاد
ڈاکٹر یا حکیم کے بیٹھنے کی جگہ، کلینک	:	مطب
ایک کے بعد ایک، لگاتار	:	پے درپے
گھبرایا ہوا، ڈرا ہوا	:	سراسیمہ
صبر اور برداشت	:	ضبط و تحمل
خاک ساری، خود کو چھوٹا سمجھنا، عاجزی	:	اکسار
خود کی عزّت، خودداری	:	عزّتِ نفس
ناراض ہونا	:	چیں بہ جیں ہونا (مجاورہ)
اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلنا	:	نُس سے نُس نہ ہونا (مجاورہ)
سادہ طبیعت	:	فقیرانہ طبیعت
وظیفہ کی جمع، مدد کے لیے دی جانے والی رقم	:	وظائف
ملک کا مسیحا، بیماروں کو اچھا کرنے والا	:	مسح الملک
عطیہ کی جمع، چندہ	:	عطیات

جہاں فانی : ختم ہونے والی دنیا
کو بچ کرنا : روانہ ہونا

• سوچیے اور بتائیے

- 1- حکیم اجمل خاں نے طبیہ مدرسے کی ترقی کے لیے کیا کام کیے؟
- 2- تعلیم کے بارے میں حکیم اجمل خاں کا کیا خیال تھا؟
- 3- جامعہ ملیہ اسلامیہ کے نام سے قومی درس گاہ کہاں اور کن لوگوں کی کوششوں سے قائم ہوئی تھی؟
- 4- ہندو مسلم اتحاد کے لیے حکیم صاحب نے کیا خدمات انجام دیں؟
- 5- ریل کے سفر میں حکیم صاحب کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟
- 6- حکیم صاحب غریبوں کی مدد کس طرح کرتے تھے؟